تحقیق الانساب واسماء الرجال

یادگارِ صدّیقی

صدیقی قریشی خاندان کی تاریخ اور نسب کا انسائیکلوپیڈیا

تالیف
منصور احمد صدیقی

منصور احمد صدیقی معروف محقق اور فری لانس جرنلسٹ ہیں یہ انکی چھٹی کتاب ہے، اس سے پہلے "انساب صدیقی" ،" لسانی ومذہبی تنازعات" ، " برطانوی برصغیر پاک وہند" اور" مالیر کوٹلہ تاریخ کے آئینہ میں" علمی و ادبی حلقوں میں انتہائی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں ۔

"یادگار صدیقی" سیرت، تاریخ، نسب اور اسماء الرجال پر منفرد تحقیق ہے، مصنف نے انتہائی عرق ریزی اور مستند تاریخی حوالوں سے صدیقی قریشی خاندان کی تاریخ کے علاوہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آل و اولاد اور ان کے قبیلہ بنی تیم کی مختلف شاخوں کے بارے میں معلومات پیش کی ہیں، کتاب میں خاندان قریش کے تفصیلی شجرے اور مولائے بنی تیم کی فہرست بھی شامل ہے۔

مصنف نے اپنے صدیقی خاندان کے سلسلہ نسب اور آباء و اجداد کی پاکستان میں آمد اور افراد خاندان کے تذکرہ کے علاوہ دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد صدیقی قریشی قبیلوں اور خاندانوں کے بارے میں معلومات کو یکجا کر کے پیش کیا ہے۔ اس طرح یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے صدیقی خاندان کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

طالب علموں، محققین، اسلامی تاریخ، نسب، اسماء الرجال اور تاریخ پاک وھند سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے یہ معلومات دلچسپی کا باعث ہوں گی۔

ناشر

CONTACT INFO

Phone:

+92 314 4274724

Whatsapp:

+92 314 4274724

Email:

adbeislami@gmail.com

City 42 News

26 November 2021

برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد، پہلی مستند کتاب شائع

اردو بازار (سٹی 42 نیوز) برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد کے حوالے سے پہلی مستند اور تاریخی حوالوں سے بھرپور کتاب یادگار صدیقی شائع ہوگئی ہے۔ کتاب ممتاز محقق اور تاریخ نویس منصور احمد صدیقی نے مرتب کی ہے۔ مصنف قبل ازیں پانچ تاریخی کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔ یادگار صدیقی ادارہ ادب اسلامی لاہور نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب صدیقی اور قریشی خاندان کا انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد اس قبیلہ اور افراد کے بارے میں معلومات انتہاء جانفشانی اور مستند تاریخی حوالوں سے شامل کی گئی ہیں۔ یادگار صدیقی میں شجرہ جات اور لاہور میں آباد صدیقی خاندان کی اس شاخ کے بارے میں معلومات بھی شامل کی گئی ہیں۔

مستند اور تاریخی حوالوں سے بھرپور کتاب ''یادگار صدیقی'' شائع

لاہور(پ ر) برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد کے حوالے سے پہلی مستند اور تاریخی حوالوں سے بھرپور کتاب یاد گار صدیقی شائع ہوگئی۔ کتاب ممتاز محقق اور
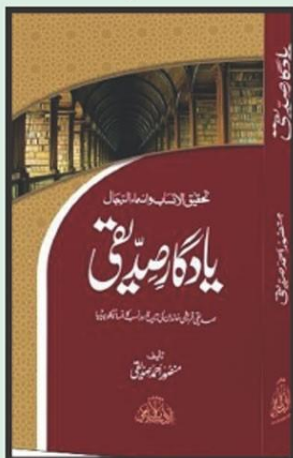
تاریخ نویس منصور احمد صدیقی نے مرتب کی ہے۔ مصنف قابل ازیں پانچ تاریخی کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔ کتاب صدیقی اور قریشی خاندان کا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد اس قبیلہ اور افراد کے بارے میں معلومات انتہائی جانفشانی اور مستند تاریخی حوالوں سے شامل کی گئی ہیں۔ یادگار صدیقی میں شجرہ جات اور لاہور میں آباد صدیقی خاندان کی اس شاخ کے بارے میں معلومات بھی شامل کی گئی ہیں۔

جلد 25 شمارہ 97 جمعۃ المبارک 20 ربیع الثانی 1443ھ 26 نومبر 2021ء 12 مگھر 2077 ب قیمت 10 روپے

برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد، پہلی مستند کتاب شائع

کتاب ممتاز محقق اور تاریخ نویس منصور احمد صدیقی نے مرتب کی، یادگار صدیقی میں مستند تاریخی حوالے، شجرے شامل ہیں

لاہور (پ ر) برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد کے حوالے سے پہلی مستند اور تاریخی حوالوں سے بھرپور کتاب یادگار صدیقی شائع ہوگئی ہے۔ کتاب ممتاز محقق اور تاریخ نویس منصور احمد صدیقی نے مرتب کی ہے۔ مصنف قابل ازیں پانچ تاریخی کتابیں مرتب کرچکے ہیں۔ یادگار صدیقی ادارہ ادب اسلامی لاہور نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب صدیقی
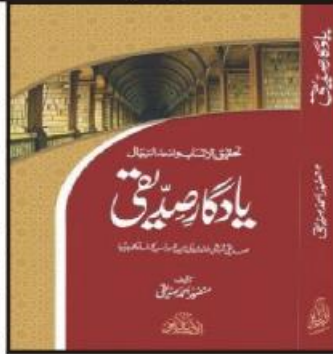
اور قریشی خاندان کا انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد اس قبیلہ اور افراد کے بارے میں معلومات انتہاء جانفشانی اور مستند تاریخی حوالوں سے شامل کی گئی ہیں۔ یادگار صدیقی میں شجرہ جات اور لاہور میں آباد صدیقی خاندان کی اس شاخ کے بارے میں معلومات بھی شامل کی گئی ہیں۔

برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد کے حوالے سے پہلی مستند کتاب شائع

Nov 26, 2021
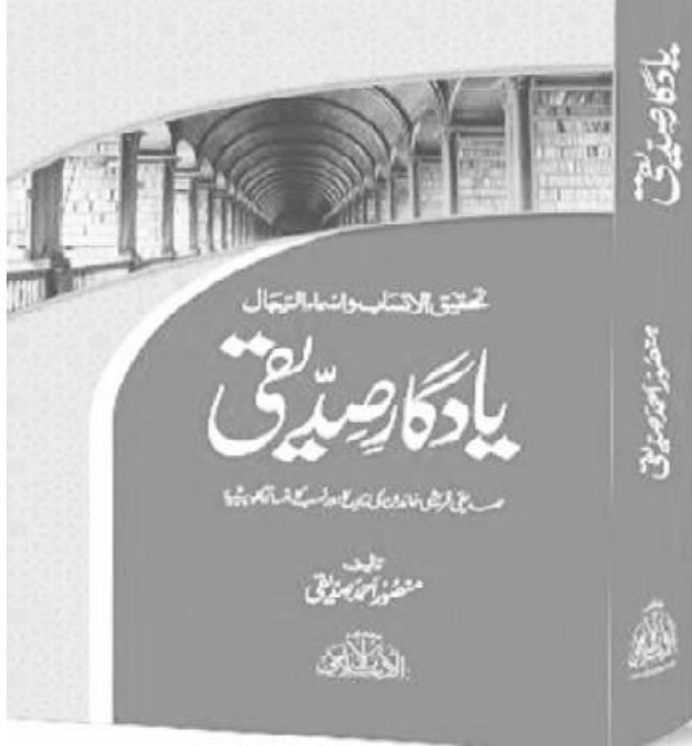
لاہور (سپیشل رپورٹ) برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد کے حوالے سے پہلی مستند اور تاریخی حوالوں سے بھرپور کتاب یادگار صدیقی شائع ہو گئی ہے۔ کتاب ممتاز محقق اور تاریخ نویس منصور احمد صدیقی نے مرتب کی۔ مصنف قابل ازیں پانچ تاریخی کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔ یادگار صدیقی ادارہ ادب اسلامی لاہور نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب صدیقی اور قریشی خاندان کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یادگار صدیقی میں شجرہ جات اور لاہور میں آباد صدیقی خاندان کی اس شاخ کے بارے میں معلومات بھی شامل کی گئی ہیں۔

ePaper News Nov 26, 2021, لاہور, Page 4, (nawaiwaqt.com.pk)

برصغیر میں صدیقی، قریشی خاندان کی آمد، پہلی مستند کتاب شائع

برصغیر میں صدیقی قریشی خاندان کی آمد پہلی مستند کتاب شائع (dailypakistan.com.pk)

Nov 25, 2021 | 20:03:PM
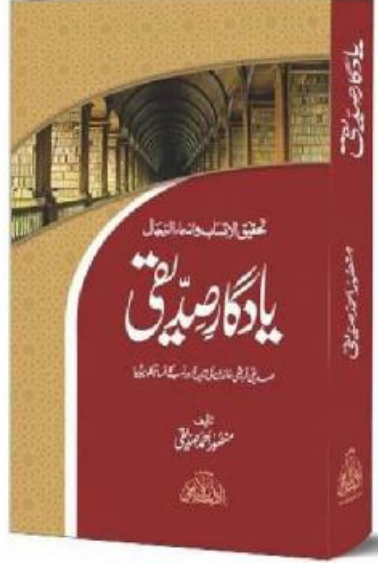
لاہور(ڈیلی پاکستان آن لائن) برصغیر میں صدیقی اور قریشی خاندان کی آمد کے حوالے سے پہلی مستند اور تاریخی حوالوں سے بھرپور کتاب "یادگار صدیقی" شائع ہوگئی ہے۔

یہ کتاب ممتاز محقق اور تاریخ نویس منصور احمد صدیقی نے مرتب کی ہے۔ مصنف قبل ازیں پانچ تاریخی کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔ یادگار صدیقی ادارہ ادب اسلامی لاہور نے شائع کی ہے۔

دیگر احباب کو بھی مطلع فرمائیں محدود عرصہ کیلئے کتاب پر سیل سے فائدہ اٹھائیں فری ہوم ڈیلوری
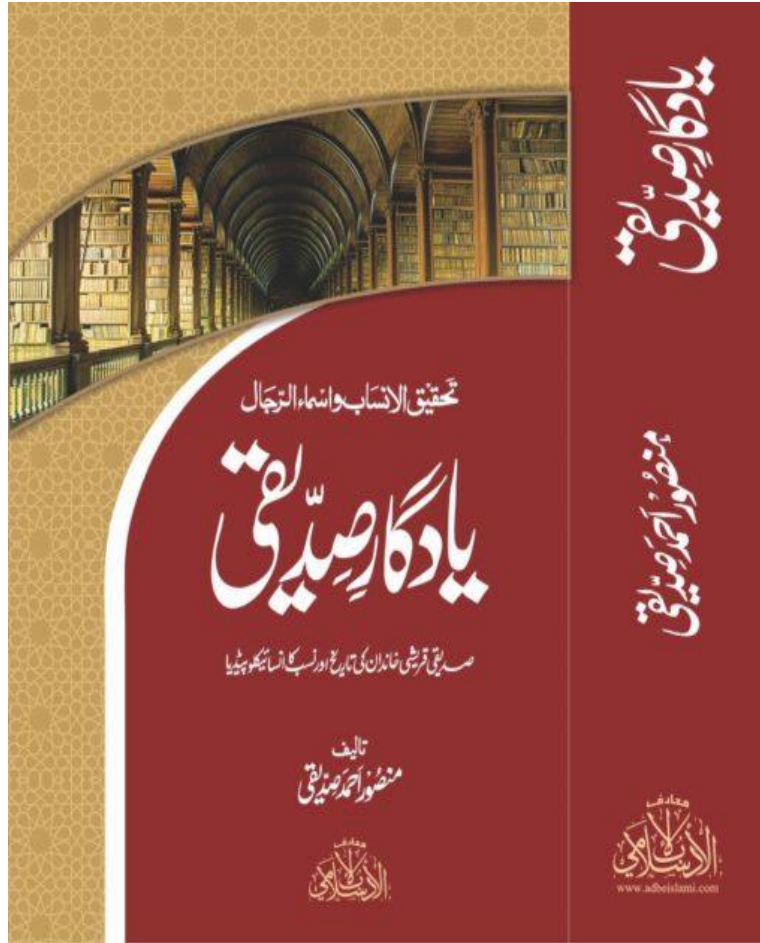
Yadgar E Siddique ~~Rs2,000~~ **Rs1,075**

صدیقی قریشی خاندان کی تاریخ اور نسب کا انسائیکلوپیڈیا - منصور احمد صدیقی

Click the link below to order online

Yadgar E Siddique - یادگار صدیقی | Adb-e-Islami (adbeislami.com)

Or Call phone number for your order:

+92 5144274724

WhatsApp: +92 5144274724

Https://Adbeislami.com/

ادارہ معارف ادب اسلامی

کے بک سٹور میں مندرجہ ذیل کتب بھی موجود ہیں

کتابوں کی قیمت ادارہ کی ویب سائٹ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں

انسابِ صدّیقی
تالیف:
منصور احمد صدّیقی

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے اجداد و اولاد اور ان کے قبیلہ قریش کی شاخ بنی تیم
پر تاریخ و نسب کی ایک منفرد اور جامع کتاب

برطانوی برصغیر پاک وہند
1948 تک
اعداد و شمار کی روشنی میں
تصنیف و تالیف
منصور احمد صدیقی

منصور احمد صدیقی کی یہ تیسری کتاب ہے۔ اس سے پہلے ان کی دو کتابیں "انساب صدیقی" اور "لسانی و مذہبی تنازعات" علمی و ادبی حلقوں میں انتہائی مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

تاریخ پر یہ اعتراض ہوتا رہا ہے کہ یہ حکمرانوں کی تاریخ ہوتی ہے عوام کی نہیں یہ اعتراض بالخصوص برصغیر کی تاریخ پر نہایت آسانی سے صادق آتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں اب تاریخ نویسی کا انداز بدل چکا ہے کہ وہاں تحقیق اور ریکارڈ محفوظ کرنے کا رواج ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں اگر کوئی موجود بھی ہیں تو وہ اس قدر بکھرے ہوئے ہیں کہ ان کا سراغ اور ان کی دستیابی میں سالہا سال لگ جائیں۔

مصنف نے انتہائی محنت سے ایسے اعداد و شمار کو پیش کیا ہے جنکی مدد سے برصغیر کے عوام کی صحیح تصویر سامنے آسکتی ہے۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے اور بعد میں (1948ء تک) انگریزوں کے عمل دخل اور معاشرتی و سماجی حالت کے اعداد و شمار' ہندوستان پاکستان میں پیدا ہونے والی دوسری اور اس کے بعد پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے اہم دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مستند تاریخی حوالوں سے برصغیر کے سب صوبوں کی آبادی' مذہب' زرعی و معدنی وسائل کی کیفیت' اقتصادی حالات' تعلیمی اداروں کی صورت حال اور زبان کے علاوہ نئی مملکتوں کے 14 اگست 1947 کے وقت کے حالات' اسمبلیاں' کیبنٹ' بیوروکریسی' سیاسی زعماء کا تعارف' ریاستوں اور ان کے سربراہوں کا تعارف اور خاتمہ شامل ہے۔

برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور اس کے بعد حکمرانی کرنے والے انگریز زعماء کی تفصیل' تقسیم کے بعد بھارت کی قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں مسلمان اراکین کے علاوہ بہت سے ایسے شعبوں کے اعداد و شمار شامل ہیں جو پاک بھارت کی آزاد مملکتوں کو ورثہ میں ملے اور جنکی بنیاد پر ہی دونوں ممالک نے اپنے نئے سفر کا آغاز کیا۔ ان ہی اعداد و شمار کو دیکھ کر آج ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اب ہم کہاں کھڑے ہیں۔

طالب علموں' محققین اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کیلئے یہ اعداد و شمار انتہائی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ چھوٹا سا انسائیکلو پیڈیا اور پاک بھارت کی آزادی کی گولڈن جوبلی کے موقع پر تحفہ بھی ہے۔

ناشر

لسانی و مذہبی تنازعات
(اعداد و شمار)
تحقیق و تالیف
منصور احمد صدیقی
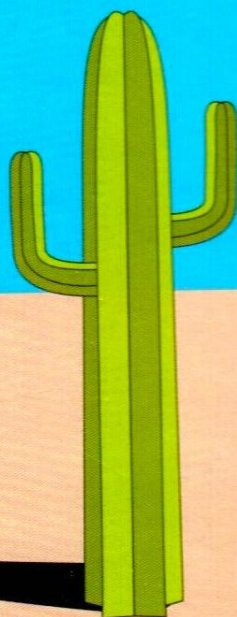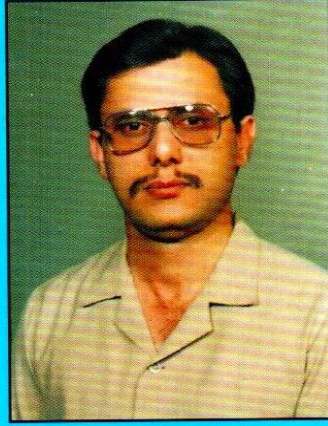
منصور احمد صدیقی 1953ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ نیشنل کنسٹرکشن لمیٹڈ اسلام آباد میں بحیثیت سینئر انجینئر تعینات ہیں۔ ان کی تصنیف "انساب صدیقی" علمی و ادبی حلقوں میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

"مذہبی و لسانی تنازعات" انکی دوسری کاوش ہے دراصل اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے تقریباً" اسی ممالک میں لسانی تنازعات نے خانہ جنگی جیسی صورت حال پیدا کر رکھی ہے۔ اسی طرح مذاہب کی تقسیم اور مذاہب کے اندر مسالک کی تقسیم سے انسانی تعلقات متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ اقتصادی اور سیاسی محرکات اپنی جگہ لیکن انسانی تعلقات کا یہ پہلو بھی معاشروں اور قوموں کی ترکیب و تقسیم کا باعث بنتا رہتا ہے۔

سماجی علوم' طلبہ' ماہرین کے لئے یہ تقسیم در تقسیم ایک خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ عامتہ الناس کی دلچسپی بھی اس موضوع میں کم نہیں کہ ہر شخص مختلف حوالوں سے اپنے تشخص کی پہچان چاہتا ہے۔ اور لسانی و مذہبی یک رنگی اور رنگا رنگی ہر شخص کے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

مصنف نے مستند حوالوں سے اقوام عالم کی لسانی اور مذہبی تقسیم کے اعداد و شمار نہایت دقت نظر سے یکجا کئے ہیں' عالم اسلام میں مذہبی و لسانی تقسیم اور مسلم اقلیتوں کے کوائف پر ان کی نظر گہری ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس حوالے سے پاکستان کے مختلف اضلاع کی قدیم و جدید آبادی کے اعداد و شمار بھی یکجا کئے ہیں۔ ہمارے ملک میں جہاں تحقیق اور ریکارڈ مزاج کا حصہ ہی نہیں یہ کام پتھر نچوڑ کر چشمہ نکالنے سے کم نہیں۔

ناشر

سقوط مدرسہ ابوالحسن تربتی

لکھتا ہوں جسکے لیے اسے خبر تک نہیں،

پڑھتے ہیں وہ لوگ جو مجھے جانتے تک نہیں۔۔

مدرسہ ابوالحسن تربتی جسے آجکل مدرسہ شیخ قاری حامد کے نام سے جانا جاتا ہے اس مدرسہ کے بارے میں تمام تر موجود تفصیلات میں اپنی کتابوں 'انساب صدیقی' اور 'یادگار صدیقی' میں تحریر کر چکا ہوں- آئندہ صفحات میں مدرسہ کی حالت زار کے بارے میں بعض تفصیلات تحریر ہیں جو تصویر پاکستان میں شائع ہوئی تھیں-یہ جگہ مغلیہ عہد کے مدرسہ ابوالحسن تربتی 1051ھ کا تسلسل تھا اور شیخ قاری حامد اس کے صدر المدرس متوفی 1166ھ تھے اور انکے بعد حافظ جان محمد متوفی 1199ھ / 1785ء ، 33 سال اور پھر حافظ رحمت اللہ اس مدرسے کے پرنسپل رہے-سکھا شاہی میں یہاں پر تعلیم کا سلسلہ مفقود ہو گیا تو یہاں صدیقی خاندان کی قبور رہ گئیں-

برٹش راج میں اسکے گرد چار دیواری بنوا کر محفوظ کر دیا گیا-لگ بھگ پانچ سو سال سے اسکی تولیت ہمارے خاندان کے پاس ہے-یہاں نہ تو پیری مریدی کا سلسلہ تھا اور نہ ہی نذرانے لینے کا کوئی کاروبار-تمام قبور شریعت کے مطابق

تعمیر کی گئی تھیں۔اس جگہ پر قبضہ کیلیئے کئی دفعہ کوششیں کی گئیں تھیں۔لیکن مسلم لیگ ن کے دور میں جب خواجہ سعد رفیق ریلوے کے وزیر تھے تو انکے محکمہ کے ایک ایم اسمعیل نامی ریلوے افسر نے اس پر قبضہ کی کوشش کی۔ جب قبضہ ممکن نہ ہوا تو قبروں کی بے حرمتی کرتے ہوئے ایک مزار تعمیر کر دیا گیا اور وہاں نذرانے وصول کئے جانے لگے۔دیگر افراد جو خواجہ سعد رفیق کے فرنٹ مین کے ساتھ قبروں کی بے حرمتی اور ان پر مزار کی تعمیر میں ملوث ہیں انکے نام محمد سلیم بٹ اور محمد اکرم ہیں۔

خواجہ سعد رفیق کو بہت درخواستیں دیں بلکہ مریم نواز شریف کی توجہ بھی دلائی گئی لیکن قبضہ ابھی تک ان لوگوں کا ہے اور وہاں مسٹنڈے قسم کے لوگ بٹھادئے گئے ہیں۔کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

میری اگلی کتاب انشاء اللہ اسی موضوع پر ہوگی' سقوط مدرسہ ابوالحسن تربتی' جس میں میرے پاس موجود قدیم تصاویر بھی شامل کی جائیں گی۔ظالموں نے قبریں توڑ کر ان کی جگہ پتھر کی سلیب رکھ دی ہیں۔نہ صرف قبروں کی بے حرمتی کی گئی بلکہ اس قبرستان میں واقع مسجد پر بھی قبضہ کرادیا گیا ہے۔

لاہور کے اس مدرسہ کے بارے میں تفصیلات مختلف کتابوں میں تحریر کی گئی ہیں جن میں ' تحقیقات چشتی' ، 'انساب صدیقی' ، 'یادگار صدیقی' ، 'نقوش لاہور نمبر' اور ' معارف اعظم گڑھ' وغیرہ شامل ہیں۔اسکے علاوہ اولیائے سہروردا اور لاہور کے علمائے اہل سنت میں بھی تفصیلات دی گئی ہیں۔

اس سانحہ کے بعد تمام خاندان صدمہ کا شکار ہے اور سب مظطرب ہیں۔ کوشش یہی ہے کہ توڑی گئی قبروں کو بحال کر دیا جائے اور جن لوگون نے قبضہ کیا ہے وہ شرافت سے اسکو چھوڑ کر ہمارے خاندان کے حوالے کر دیں۔

منصور احمد صدیقی

14 مارچ 2024ء

حضرت قاری حامدؒ کے مزار پر واقع

برگد کا پانچ سو سال پرانا درخت

محسن جعفر

تصاویر: شاہد جگو

لاہور ایک انتہائی قدیم شہر ہے۔ بعض تاریخ دان تو یہ رائے بھی رکھتے ہیں کہ لاہور کا شمار دنیا کے ان تین قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے جو زمانہ قدیم سے لیکر آج تک آباد رہے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ لاہور کو ہندوؤں کے مذہبی اوتار راجہ رام کے بیٹے راجہ لوہ نے آباد کیا تھا۔ اور اسی کے نام کی نسبت کی وجہ سے اس شہر کا نام لوپور پڑ گیا تھا جو زمانے کے ساتھ ساتھ بگڑ کر لاہور ہو گیا۔ حضرت امیر خسرو بارھویں صدی ہجری میں اپنی تصنیف "قران السعدین" میں لاہور کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ ۔

ازحد سامانہ تا لہانور
ہیچ عمارت نہ مگر در قصور

لاہور شہر کی ایک بدقسمتی یہ رہی ہے کہ اس شہر کا محل وقوع اس طرح کا تھا کہ زمانہ قدیم سے ہی یہ شہر وسطی ایشیا کے منزور قبائل کے حملوں کا نشانہ بنتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد مرتبہ یہ شہر مکمل طور پر تخت و تاراج ہوا اور صدیوں تک ویران رہنے کے بعد دوبارہ آباد ہوا۔ یہ سلسلہ اٹھارھویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ ان تمام تر تباہیوں کے باوجود آج بھی لاہور میں تاریخی نوعیت کے آثار موجود ہیں۔ جس سے عام انسان اتنی

محمد یونس
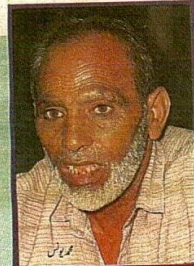
واقفیت نہیں رکھتا۔ ریلوے ورکشاپ مغل پورہ میں واقع قاری حامد سروردی کے مزار پر برگد کا عظیم الشان درخت بھی انہی تاریخی آثار میں سے ایک ہے۔ اس درخت کے متعلق روایت ہے کہ یہ پانچ سو سال پرانا ہے۔ بعض افراد تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ درخت اس سے بھی زیادہ پرانا ہے۔

اس درخت کے متعلق گفتگو کرنے سے بہتر ہے کہ پہلے صاحب مزار قاری حامد سروردی کے متعلق گفتگو کر لی جائے۔ یہ بزرگ مغل بادشاہ محمد شاہ کے زمانے میں لاہور کے ایک نامور عالم دین اور فقیہ تھے۔ قرآن شریف کی تلاوت میں ان کو ملکہ حاصل تھا۔ گڑھی شاہو لاہور میں بادشاہ شاہ جمیل کے مشیر خاص ابو الحسن ترمذی اور ان کے بیٹے ظفر خان احسن کا عالی شان مزار تھا۔ اس مزار پر چوبیس گھنٹے دو سو کے قریب حافظ قرآن تلاوت کرتے رہتے تھے۔ ملا حامد قاری ان تمام قاریوں کے انچارج تھے۔ انہوں نے اس مزار سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر

یہاں دیکھا جانے والا اژدھا معمہ بن گیا

اپنی خانقاہ بنائی تھی ساتھ ہی ایک مسجد اور ایک کنواں بھی بنوایا تھا۔ اس وقت یہ علاقہ لاہور شہر کی آبادی سے دور تھا۔ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر بیگم پورہ کی قدیم آبادی تھی۔ کنہیالال ہندی اپنی معرکۃ الاراء تصنیف "تاریخ لاہور" میں لکھتا ہے کہ مسجد کے اوپر ملا حامد قاری نے تاریخ بھی نصب کرائی تھی جو یوں ہے۔

خدا نہ را شکر دارم بیاو
چہ خوش مسجد از دست مسکیں نہاو

خرد گفت در سال تاریخ آں
زوفات دوراں زوالش مباو
1114ھ

ملا حامد قاریؒ اسی مسجد میں اپنے شاگردوں کو درس بھی دیتے تھے۔ وہ سہروردی سلسلے کے بزرگ مولوی تیمور کی بیعت میں تھے۔ قاری ہونے کے علاوہ ملا حامد ایک جید عالم دین تھے اور اجتہاد کے بلند درجے پر فائض تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر علامہ علاؤالدین صدیقی انہی کی اولاد میں سے تھے۔ ملا حامد قاریؒ کا انتقال 1164 ہجری میں ہوا۔ ان کا عرس ہر سال 14 جمادی الثانی کو منایا جاتا ہے۔

ملا حامد قاریؒ کے مزار پر جانے کیلئے ایک طویل سرنگ سے گزرنا پڑتا ہے جو تقریباً پونے کلو میٹر لمبی ہے۔ اس سرنگ کے متعلق بڑی دلچسپ روایت بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ آج سے تقریباً سوا سو سال قبل جب انگریز برصغیر میں ریلوے نظام متعارف کروا رہے تھے تو انہوں نے مغل پورہ لاہور میں ریلوے کا کارخانہ قائم کرنا چاہا۔ منصوبے کے مطابق ملا حامد قاری کا مزار بھی اس مجوزہ کارخانہ کی زمین میں شامل تھا۔ اس وقت کے انگریز انجینئر کا پلان تھا کہ ملا حامدؒ کی قبر کے دائیں اور بائیں سے ریل کی چار چار پٹڑیاں گزاریں، مگر وہ کوشش کے باوجود ایسا نہ کر سکے۔ رات کو وہ وہاں پر لوہا ڈال کر جاتے لیکن جب صبح آتے تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے کہ لوہا وہاں نہیں ہوتا تھا بلکہ بہت دور پڑا ہوتا تھا۔ جب کئی روز تک ایسا ہی ہوتا رہا تو انگریز انجینئر خود حضرت حامد قاریؒ کے مزار پر آیا اور اس نے باقاعدہ معافی مانگی اور یہاں ریل کی پٹڑیاں بچھانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ پھر اسی انجینئر نے اس مزار کا راستہ عوام کیلئے کھلا رکھنے کیلئے یہ سرنگ بنوائی بہت کم لوگوں کو اس سرنگ کے بارے میں علم ہے۔ یہ سرنگ علی مردان کے مقبرے تک جاتی ہے جو لاہور کا سب سے اونچا مقبرہ ہے۔

ملا حامد قاریؒ کے مقبرے کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے معروف تاریخ دان اور شعبہ تاریخ جامعہ پنجاب کے سابق چیئرمین پروفیسر محمد اسلم نے بتایا کہ جب ملا صاحب نے یہاں اپنی خانقاہ تعمیر کی تھی اس وقت بھی یہ درخت یہاں موجود تھا۔ انہوں نے بتایا کہ برصغیر میں برگد کا قدیم ترین درخت کلکتہ میں ہے۔ اگر یہ درخت واقعی پانچ سو سال پرانا ہے تو پھر شاید یہ برصغیر میں برگد کا قدیم ترین درخت ہے۔ کیونکہ کلکتہ والا درخت تقریباً تین سو سال سے زیادہ پرانا نہیں۔

اس مزار سے متعلق بعض پراسرار کہانیاں بھی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس مزار کے ارد گرد سانپ بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ صبح صبح کے وقت یہ سانپ مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ ان کے رینگنے کے نشانات زمین پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ ایک اور خاص بات یہ ہے کہ یہاں ایک کالے رنگ کا اژدھا بھی پایا جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ اس اژدھے کے جسم پر لمبے لمبے بال ہیں۔ اور اس کی لمبائی پچیس فٹ اور چوڑائی تقریباً دو فٹ ہے۔ اژدھے کا لاہور جیسے علاقے میں پایا جانا خاصا حیرت انگیز امر ہے کیونکہ اژدھے عموماً ایسے گھنے جنگلات میں پائے جاتے ہیں جہاں دلدل اور پانی بہت زیادہ ہو۔

اس سلسلے میں مزار کے رکھوالے محمد یونس سے گفتگو ہوئی تو اس نے بتایا کہ وہ گزشتہ 33 سال سے اس مزار سے منسلک ہے۔ جب اس سے اژدھے کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے تصدیق کرتے ہوئے کہا "ہاں جی ہاں اژدھا متعدد مرتبہ دیکھا

باقی صفحہ 22 پر

ملا حامد قاری کی مسجد
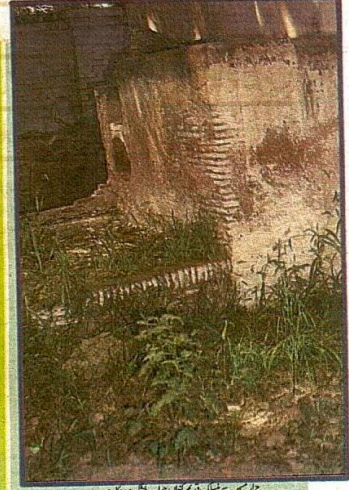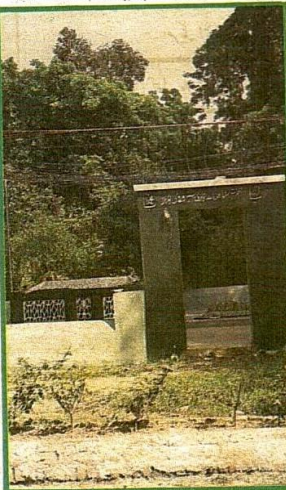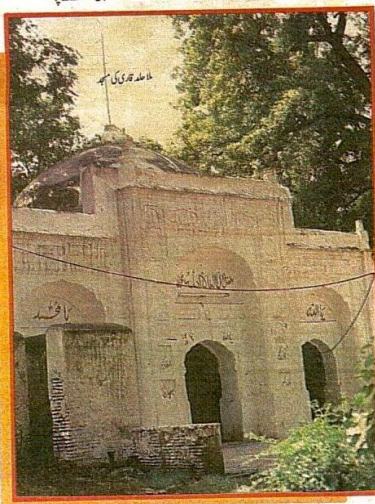
مزار مسجد سے منسلک قدیم کنواں جو اب خشک ہو چکا ہے

ہفت روزہ
تصویرِ پاکستان
WEEKLY TASWEER.E.PAKISTAN

شمع سی تیری آنکھیں سہانی ہیں کس قدر!

ڈائنوسارس کا دور واپس آگیا

برگد کا پانچ سو سال پرانا درخت

روس ایک بار پھر ڈانواں ڈول

مناواں کا مبینہ پولیس مقابلہ منظر، پس منظر، پیش منظر

صومالیہ. امن بذریعہ طاقت کی تمام کوششیں ناکام

بروک شیلڈز کا آسٹریلیا میں تازہ ترین عشق

جو سچائی عورت کے پاس ہے، مرد کے پاس نہیں، نسرین انجم بھٹی

اصل کھیل تو الیکشن کے بعد شروع ہوگا

سرمایہ دارانہ دنیا کا بحران مستقل ہے، عارضی نہیں لین والش

FAIRY TALE

بقیہ :۔ درخت

گیا ہے خود میں نے اپنی آنکھوں سے کئی مرتبہ یہاں اس اژدھے کو دیکھا تھا اس روز میں سرنگ میں سے سائیکل پر مزار کی طرف آرہا تھا تو یہ اژدھا وہاں موجود تھا۔ پہلے میں اسے دیکھ کر ڈر گیا اور رک گیا کیونکہ مجھے اس کے پاس سے ہو کر گزرنا تھا۔ لیکن بعد میں ہمت کر کے اس کے پاس سے گزر گیا۔ اور اس نے سر اٹھا کر بھی مجھے نہیں دیکھا" محمد یونس نے بتایا کہ یہاں پائے جانے والے سانپ اور اژدھے لوگوں کو کچھ نہیں کہتے۔ آج تک ان سانپوں نے کسی شخص کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا"۔

یہ سانپ کھاتے کیا ہیں؟

اس سوال کے جواب میں محمد یونس نے بتایا کہ یہ ایک ویرانہ اور جنگل ہے۔ یہاں جنگلی چوہوں، گلہریوں اور دیگر حشرات الارض کی کثرت ہے۔ یہ سانپ یہی جانور کھاتے ہونگے تاہم مجھے اس سلسلے میں زیادہ معلومات نہیں۔